کیا ہم نے صحیح کیا؟

اہم کردار

1_یاسر
2_حسن
3_ضارب

ملک میں امن قائم رکھنا ہر فرد کی ذمہ داری ہوتی ہے.. مگر قانون کی ذمہ داری سب سے زیادہ.. یہ داستان ان گمنام شہیدوں کی ہے جنھوں نے ملک کی حفاظت کی خاطر اپنی جان بھی قربان کی مگر ہم ان سے بے خبر ہیں..

کیپٹن : یاسر اور حسن کو یہاں بلاؤ..

جی سر!

(پھر انھیں بلایا جاتا ہے.. کیپٹن یاسر اور حسن سے مخاطب ہو کر)

ہم آپ کو اک مشن پر بھیج رہے ہیں.. ہمیں خبر ملی ہے کہ وہاں پر صحرا میں کچھ جاسوس ہیں.. وہاں پر ہم نے کچھ لوگ بھیجے ہیں جو آپ کو تمام باتوں سے آگاہ کر دیں گے..

یاسر اور حسن : جی سر!

کیپٹن : آپ نے ان کی جاسوسی کرنی ہے اور ہمیں آکر بتانا ہے اور اک بات یاد رکھنا اگر پکڑے جاؤ تو مر جانا لیکن ملکی راز نہیں بتانا.. بہر حال میں امید کرتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوگا..

(پھر وہ مشن پر روانہ ہوتے ہیں)

مگر جو معلومات کیپٹن نے دی ہوتی ہے وہ غلط ثابت ہوتی ہے اور جو لوگ پہلے بھیجے ہوتے ہیں وہ بھی مر چکے ہوتے ہیں... یاسر اور حسن کو جو چھپنے کے لیے ٹھکانے بتائے گئے ہوتے ہیں وہ پہلے ہی دشمن کے قبضے میں جا چکے ہوتے ہیں.. جیسے ہی سپاہی وہاں پر پہنچتے ہیں تو ان پر اچانک حملہ ہو جاتا ہے اور وہ پکڑے جاتے ہیں..

ضارب (دشمنوں کا سردار) : اپنے سپاہیوں کو انھیں باندھنے کا اشارہ کرتا ہے تو اس کے سپاہی یاسر اور حسن کو باندھ دیتے ہیں..

پھر ان سے پوچھتا ہے :

کوئی بے چینی تو نہیں ہو رہی ؟

یاسر : ہو رہی ہے

ضارب (ہنستے ہوئے) : اچھا ہے..

تو تم یہاں کیوں آئے ہو؟

(یاسر اور حسن خاموش رہتے ہیں)

ضارب : کیا تم جانتے ہو جو پکڑے جاتے ہیں ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے ؟

وہ تھوڑا عام قوانین سے مختلف ہوتا ہے..

شاید میں پکڑا جاتا تو میرے ساتھ بھی یہی سلوک کرتے (یہ کہتے ہوئے لہجے میں سختی ہوتی ہے)..

تمھارے ملک والے..

ہمیں اخلاقی طور پر سکھایا جاتا ہے کہ ہمیں اک دوسرے پر رحم کرنا چاہیئے مگر ٹریننگ میں سکھایا جاتا ہے کہ دشمن پر کبھی رحم نہیں کرنا.. (یہ کہتے ہوئے ضارب اک چھڑی لا کر زور سے حسن کے پاؤں پر مارتا ہے.جس سے حسن چیخ اٹھتا ہے)

اس پر ضارب کہتا ہے :

سپاہی ! جنگ میں چیخیں سنائی نہیں دیتی بلکہ صرف اپنی موت دکھائی دیتی ہے اور ہم بنا کسی رحم کے مارتے جاتے ہیں دوسروں کو, ہم لڑ رہے ہوتے ہیں کسی کے حکم کی تکمیل کے لیے نہیں, بلکہ بچانے کو, اپنی جان !

حسن : میں تمھاری طرح لوگوں کا قاتل نہیں ہوں اور نہ ہی وحشی.. بلکہ میں تو اپنے ملک کے دفاع کے لیے لڑتا ہوں تاکہ تم جیسے درندوں سے اپنے عوام کو محفوظ کر سکوں..

ضارب (اس پر مسکراتا ہے اور پھر کچھ دیر خاموشی کے بعد کہتا ہے)

جب جان پر بنتی ہے تو حب الوطنی یاد نہیں رہتی... یہ کتابی باتیں میں نے بھی بہت پڑھی ہیں.. لیکن کوئی معنی نہیں رکھتی.. سمجھے تم !(لہجے میں مزید سختی)

(پھر ضارب یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلا جاتا ہے)

"ہمارے مہمانوں کو بہت پیاس لگی ہوگی,ان کی پیاس ختم کرنے کو پیش کرو,ان کے ساتھیوں کا خون (پھر ہنستا ہے)"

یاسر اور حسن اسے پینے سے انکار کرتے ہیں مگر مسلسل دو دن تک انھیں کچھ نہیں دیا جاتا اور جب اتنی دیر سے پیاس لگی ہو تو اچھا برا حلال حرام کچھ یاد نہیں رہتا اور وہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے جو دل چاہے یا نہ چاہے..
(ضارب دو دن بعد واپس آتا ہے اور اس کے ہاتھ میں کچھ کھانے کو ہوتا ہے اور وہ ان کی نظروں کے سامنے اپنے کتوں کے آگے رکھ دیتا ہے جب کتے اس سے اپنا پیٹ بھر چکے ہوتے ہیں اور جو وہ بچا دیتے ہیں، ضارب اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ انھیں کھلا دینا)
یاسر اور حسن وہاں پر آنسو بھی بہاتے تو کس کے سامنے؟
اور زندہ رہنا.. شاید سمجھ سے بالاتر ہیں وہ معاملات جن میں وہ تھے..
وہ کھانا ان کو پیش کیا گیا تو وہ کیا کرتے!

اس کے بعد ضارب نے ان کے بال کاٹ دیے اور اک خنجر سے یاسر کا ناک اور حسن کا کان.. پھر ضارب ان سے کہتا ہے:
سپاہی! تمھارے جسم کا اک اک حصہ کاٹ دیا جائے گا.. ہر روز اک حصہ کاٹا جائے گا جب تک کہ تم بتانا نا شروع کرو گے... اپنے ملکی راز! اور جب شروع کرو گے تو بند کر دیا جائے گا یہ ظلم و ستم!
(یاسر اور حسن خاموش رہتے ہیں)
لیکن خون کے فوارے ان حصوں سے نکل رہے ہوتے ہیں جنھیں کاٹا گیا اور ان کا جسم تڑپ رہا ہوتا ہے، مارے درد کے!
مگر رحم کا کہتے، تو کسے؟
پھر ضارب وہاں سے چلا جاتا ہے اور اگلے دن آتا ہے اور پوچھتا ہے:
بتاؤ اپنے ملکی راز! کہاں پر رکھتے ہو اسلحہ اور قیدی؟
یاسر: ہرگز نہیں
ضارب: اس کی زبان بہت چلتی ہے لہٰذا اسے کاٹ دیا جائے..
(پھر ضارب کا اک ساتھی آ کر یاسر کی زبان کاٹ دیتا ہے)
ضارب: ابھی بول نہیں سکتے ہو مگر سن تو سکتے ہو، تو سنو!
یہاں کوئی کسی پر رحم نہیں کرتا..
حسن: تم بے حد بے رحم وحشی اور گندے ہو.. تم جیسا گھٹیا انسان کبھی نہیں دیکھا..
ضارب (مسکراتے ہوئے):
نہیں!
مگر یہ تو پکڑے جانے کی بات ہے... میں پکڑا جاتا تو تم لوگوں نے کونسا مہمان بنا کر رکھنا تھا؟

بہر حال تمھارے پاؤں میں سے اک پاؤں اور دوسرا کان مجھ سے بدتمیزی کے لیے کاٹ دیا جائے گا..

اگر تم بچنا چاہتے ہو

تو اب بھی بتا دو.. اسلحہ اور قیدی کہاں رکھتے ہو؟

(حسن غصے سے ضارب کی طرف دیکھتا ہے)

ضارب: کاٹ دو.. (اس کے بعد ان دونوں پر کیڑے چھوڑے جاتے ہیں جو کہ ان کے جسم کو کھانا شروع کر دیتے ہیں اور ان کے جسم کے کاٹے گئے حصوں میں بھی داخل ہو جاتے ہیں جو کہ ان کے درد میں مزید اضافہ کرتے ہیں.. اور ان کا خون چوستے ہیں..

(پھر ضارب وہاں سے چلا جاتا ہے)

رات کے وقت وہ دونوں خود کو زنجیروں سے چھڑانے کی بہت کوشش کرتے ہیں مگر ناکام رہتے ہیں.. ان کے ہاتھ لہو سے بھر جاتے ہیں..

(ضارب اگلی دوپہر کو آتا ہے)

اور پھر یاسر سے کہتا ہے:

پتہ ہے سپاہی ہم جنگ پر گئے تھے، ہمارے علاقے کے لوگوں کے حقوق چھینے گئے.. ان کو پینے کا پانی تک نہیں دیا گیا.. پھر بتاتا ہے.. اک جوہڑ تھا جہاں سے انسان اور جانور پانی پیتے تھے لیکن آپ کے لوگوں نے وہاں پر بھی حملہ کر دیا اور اسے بھی خراب کر دیا.. لوگ مرنے لگے، کچھ اس خراب پانی کو پی کر تو کچھ پیاس سے..

ہم اپنے حق کے لیے ان سے لڑتے رہے مگر کچھ نہ ملا، میرا جوان بیٹا بہت بہادری سے ان کے خلاف لڑا مگر کسی نے آ کر خنجر سے اس کے دل پہ وار کیا اور اس کا تڑپتا ہوا جسم آج بھی میری آنکھوں کے سامنے آتا ہے، میرا بیٹا میرے ہاتھوں میں تڑپ رہا تھا، پانی مانگ رہا تھا مگر میں بے بس باپ اپنے مرتے ہوئے بیٹے کو پانی بھی نہ دے سکا، میں اسی دن ہی مر گیا تھا مگر اس جسم کو زندہ رکھا تاکہ میں بدلہ لے سکوں.. پھر ہم نے ہجرت کی اس علاقے سے، ہم سب پریشان حال، کبھی یہاں بھٹکے تو کبھی وہاں، ہم بھیک مانگتے رہے مگر کسی نے پناہ نہ دی، پھر ہم صحرا میں آ پہنچے، یہاں پر میں نے اپنے لوگوں کو ٹریننگ دی، ان کو سپاہی بنایا، ہمارے بچوں کو صرف اتنا پتہ ہے کہ دشمن کے خلاف کیسے لڑنا ہے، ان بچوں کو یہی سکھایا جاتا ہے..

ضارب جب یہ بات کر رہا تھا تب اس کے سبھی سپاہیوں کی آنکھوں میں آنسو تھے ،
ہمیں سب کچھ نہیں ملتا جس کی خواہش کرتے ہیں ہم !
اتنے میں اک سپاہی باہر سے آکر کہتا ہے کہ کچھ لوگ صحرا کی طرف بڑھ رہے ہیں تو ضارب اپنے سپاہیوں سے کہتا ہے کہ کچھ سپاہی یہاں رہیں اور باقی میرے ساتھ چلو ان کو کاٹنے کے لیے ۔۔
(حسن اور یاسر خود کو چھڑانے کی دوبارہ بہت کوشش کرتے ہیں مگر جیسے ہی ضارب کے سپاہیوں کو پتہ چلتا ہے تو وہ ان کے پاؤں کاٹ دیتے ہیں)
حسن اور یاسر بہت چیختے ہیں مگر بھاگ نہیں سکتے ۔۔ تین دن بعد ضارب اور اس کے کچھ ساتھی واپس آتے ہیں اور ان کے ہاتھوں ان کے دشمنوں کی کٹی ہوئی گردنیں ہوتی ہیں اور وہ ان کو وہاں پھینک دیتے ہیں اور پھر ضارب غصے میں آکر کہتا ہے
ان سپاہیوں کا ایک ایک بازو کاٹ دو.جس طرح ان کے لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا ، ہم بھی ایسا ہی کریں گے ۔۔ (پھر ان کا اک اک بازو بھی کاٹ دیا جاتا ہے)
اور پھر ضارب یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلا جاتا ہے کہ جب اپنوں کی چیخیں سنائی دے رہی ہوں تب دوسروں کی سنائی نہیں دیتی ۔
آج رات یاسر اور حسن بے حد کوشش کرتے ہیں تب جا کر اس زنجیر سے یاسر کا ہاتھ باہر آتا ہے مگر حسن کا نہیں ، حسن کا سارا جسم تڑپ رہا ہوتا ہے ، اس کی صرف سانسیں ہی چل رہی ہوتی ہیں ۔۔
یاسر گھسیٹتا ہوا اک تلوار تک پہنچ کر اسے حاصل کر لیتا ہے مگر سپاہیوں کو پتہ چل جاتا ہے اور اتنے میں ضارب بھی وہاں پر آجاتا ہے ، اور اس کے آتے ہی یاسر اس پر حملہ کر دیتا ہے ، .جس سے ضارب شدید زخمی ہو جاتا ہے اور خود کو بچانے کی کوشش کرتا ہے اور بالآخر خود کو بچا لیتا ہے ۔۔
اتنے میں ہی اک سپاہی حسن کی طرف بڑھتا ہے اور خنجر سے اس کے جسم سے کھال کھینچنا شروع کر دیتا ہے ،

ضارب پھر یاسر سے کہتا ہے کہ دیکھو سپاہی ، (حسن اس بے قراری سے تڑپ رہا ہوتا ہے جیسے اس کے جسم کے ہر اک حصے سے جان نکل رہی ہو، دوسری طرف یاسر یہ سب کچھ دیکھ کر انتہائی خوفزدہ ہو جاتا ہے) اس کے جسم کے ہر اک حصے کو باہر نکال کر بعد میں جشن منایا جائے گا، اب بھی وقت ہے سپاہی اپنے ملکی راز ہمیں بتا دو۔۔

دوسری طرف حسن چیخ چیخ کر کہہ رہا ہوتا ہے مجھے اس جسم سے نجات دلاؤ تمھیں ہماری دوستی کی قسم مجھے مار دو۔۔

اسے دیکھ کر یاسر کا دل ڈگمگا رہا ہوتا ہے تو حسن اسی زنجیر کو جس سے اس کا ہاتھ جکڑا ہوتا ہے اپنے گلے میں لپیٹ کر یاسر سے کہتا ہے کہ ہمیں یہی سکھایا جاتا ہے کہ ہم اپنے ملکی راز کسی کو نہیں بتاتے اور پھر ضارب سے کہتا ہے کہ تمھارے لوگوں کے ساتھ برا ہوا مگر تم نے صحیح کہا یہ ایک جنگ ہے جس میں کسی پر رحم نہیں کیا جاتا، یہ نفرت ہمیشہ قائم رہے گی تمھارے اور ہمارے بچوں میں پھر حسن زنجیر کھینچتا ہے اور وہ اس کے گلے میں پیوست ہو جاتی ہے جس سے اس کی موت واقع ہوتی ہے۔۔۔

پھر سب کا دھیان یاسر کی طرف آتا ہے اور ضارب اس سے کہتا ہے کہ تمھارے ساتھ اس سے بھی برا سلوک ہوگا۔۔

تمھیں اس کا کچا گوشت کھلاؤں گا، کھانے میں۔۔

یاسر بہت کوشش کرتا ہے مگر حملہ نہیں کر پا رہا ہوتا اور ضارب کے سپاہی اس کی طرف بڑھ رہے ہوتے ہیں۔۔

ضارب : اب بھی ملکی راز بتا دو۔۔

یاسر دل میں سوچتا ہے کہ اس اپاہج جسم کا اب میں نے کیا کرنا ہے ، اگر بچ بھی گیا تو کوئی فائدہ نہیں ، لیکن ملکی راز اگر بتا دیے تو کئی لوگوں کی جان جائے گی۔۔

اور انسان کا کیا ہے ظلم ہوتا دیکھ کر کبھی بھی دل بدل سکتا ہے۔۔

پھر یاسر کہتا ہے آؤ میرے پاس میں تمھیں لکھ دیتا ہوں اور تلوار کو اپنے پاس رکھ دیتا ہے ، زمین پر کچھ لکھنا شروع کرتا ہے اور جیسے ہی ضارب اس کے قریب جاتا ہے تو یاسر تلوار اٹھا کر اس کے دل میں اتار دیتا ہے اور جیسے ہی اس کے سپاہی یاسر کی طرف بڑھتے ہیں تو وہی تلوار اپنے گلے پر پھیر لیتا ہے

اور آخری سانسوں میں کہتا ہے

"ہم اپنے ملکی راز کسی کو نہیں بتاتے ، کیوں کہ ہم سپاہی ہیں ، مگر یہ ایک جنگ ہے جس میں کوئی کسی پر رحم نہیں کرتا ، خود پر بھی نہیں!"

عامر ثقلین